AL-MISBAH
RESEARCH JOURNAL
المصباح ریسرچ جرنل
ISSN (Online): 2790-8828. ISSN (Print): 2790-881X.
Volume III, Issue III
Homepage: https://reinci.com/ojs3308/index.php/almisbah/index
Category Y
Link:https://hjrs.hec.gov.pk/index.php?r=site%2Fresult&id=1089437#journal_result

Article: ناول "فائر ایریا" اور "جب کھیت جاگے" میں کرداروں کی نفسیات کا مارکسی تناظر میں تقابلی مطالعہ

Authors & Affiliations:

[1] ***Sukaina Bashir***
Research Scholar, Department of Urdu Zuban-O-Adab, Fatima Jinnah Women University, Rawalpindi.
Email: Sukainamalik898@gmail.com
https://orcid.org/0009-0005-3127-4519

[2] ***Dr. Aqlima Naz***
Assistant Professor, Department of Urdu Zuban-O-Adab, Fatima Jinnah Women University, Rawalpindi.
Email: aqlimanaz@fjwu.edu.pk
https://orcid.org/0009-0007-7771-5791

Published: 17-08-2023

Article DOI: https://doi.org/10.5281/zenodo.10456650

Citation: Sukaina Bashir, and Dr. Aqlima Naz. 2023. “ ناول "فائر ایریا" اور "جب کھیت جاگے " میں کرداروں کی نفسیات کا مارکسی تناظر میں تقابلی مطالعہ : A COMPARATIVE STUDY OF CHARACTERS PSYCHOLOGY IN CONTEXT OF MARXISM IN NOVEL "FIRE AREA" AND 'JAB KHEIT JAGY'". AL MISBAH RESEARCH JOURNAL, August, 106-20.

Copyright's info: Copyright (c) 2023 AL MISBAH RESEARCH JOURNAL

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

Published By: Research Institute of Culture and Ideology, Islamabad.

Indexation's

ASIAN Research Index
INTERNATIONAL Scientific Indexing
EuroPub
Academic Resource Index ResearchBib
BASE
DRJI
OCLC WorldCat
ROOT SOCIETY FOR INDEXING AND IMPACT FACTOR SERVICE ROOTINDEXING
Google Scholar

REINCI
Purifying Culture & Ideology with Divine Guidance

AL-MISBAH RESEARCH JOURNAL
Vol.3, No.3, Sep-2023
Page no: 106-120

ناول "فائر ایریا" اور "جب کھیت جاگے" میں کرداروں کی نفسیات کا مارکسی تناظر میں تقابلی مطالعہ

A COMPARATIVE STUDY OF CHARACTERS PSYCHOLOGY IN CONTEXT OF MARXISM IN NOVEL "FIRE AREA" AND "JAB KHEIT JAGY"

*Sukaina Bashir
**Dr. Aqlima Naz

ABSTRACT

Karishan Chandar and Illyas Ahmed Gaddi are renowned Urdu novelists of their era. Novel “Fire Area” by Illyas Ahmed Gaddi and Novel "Jab kheit Jagy" by Karishan Chanda have commonality by their subject presented by their novelists. They both presented the class conflict of the society in these novels. On one side is the feudal class and on the other side is the lower and poor class. The lower class has always been the target of persecution and exploitation by the upper class. Due to being subjected to robbery, extortion and coercion, characters of novels suffer from various psychological disorders. In this Article the comparative study of lower-class characters psychology and mental condition of characters of feudalism in context of Marxism in selected novels will be presented.

Key words: Karishan Chandar, Illyas Ahmed Gaddi Fire Area, Jab kheit Jagy, Marxism, psychology, comparative studies, Characters.

انیسویں صدی میں یورپی ممالک میں psychology کا لفظ عام استعمال کیا جاتا رہا اور پھر اسی کی دیکھا دیکھی برصغیر میں بھی بیسویں صدی کے وسط میں یہ لفظ آہستہ آہستہ پڑھے لکھے لوگ استعمال کرنے لگے۔ قدیم دور میں psychology سے مراد صرف روح کا علم لیا جاتا تھا لیکن وقت اور حالات کی مناسبت سے نفسیات سے مراد ذہن کا علم لیا جانے لگا اور مزید وقت گزرنے کے بعد اس کو انسانی کردار کے ذہن کا مطالعہ کہا جانے لگا۔

الیاس احمد گدی اردو ادب میں ایک عظیم ناول نگار کے طور پر جانے جاتے ہیں یہ ایک ایسے ناول نگار تھے جو انتہائی کم لکھنے کے باوجود شہرت کی بلندیوں پر پہنچ گئے۔ ناول "فائر ایریا" ان کی وجہ شہرت بنا جو کہ 1994 میں شائع ہوا۔ یہ ناول 3 ابواب پر مشتمل ہے اور تینوں ابواب ایک دوسرے کے ساتھ باہم مربوط ہیں۔ ناول کے پہلے باب میں الیاس احمد گدی نے کول فیلڈ میں ہونے والی مکاریوں، چوریوں، دھوکہ دہی، لوٹ کھسوٹ اور بے ایمانی کا ذکر کر کے قاری میں تجسّس پروان چڑھانے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ اس ناول کا ہیرو سہدیو ہے جو کہ پڑھا لکھا نوجوان ہے، گاؤں کا زمیندار اسے ذہنی اذیت دیتا اور پھر اس نے تنگ آکر گاؤں چھوڑنے کا فیصلہ کیا اور دوسری جگہ نوکری تلاش کی۔ ناول کے دوسرے باب میں آزادی کے بعد کے اور ساری کولیریوں کو قومیا لیے جانے کے واقعات کو پیش کیا گیا ہے جبکہ ناول کے تیسرے باب میں کول فیلڈز کے نیشنلائز ہونے کے بعد کے واقعات اور مزدوروں کی جدوجہد کو دکھایا گیا ہے کہ کس طرح مزدور اپنے خاندان کو پالنے کے لیے کیا کیا مصیبتیں اٹھاتے ہیں اور انہیں کس طرح کی ذہنی اور نفسیاتی الجھنوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔

*Research Scholar, Department of Urdu Zuban-O-Adab, Fatima Jinnah Women University, Rawalpindi.
** Assistant Professor, Department of Urdu Zuban-O-Adab, Fatima Jinnah Women University, Rawalpindi.

کرشن چندر اردو ادب کے نامور ادیب ہیں ان کا ناول "جب کھیت جاگے "1952ء میں شائع ہوا، اس میں کرشن چندر نے بائیس سالہ نوجوان راگھوراؤ کی کہانی بیان کی ہے۔ یہ ناول ہندوستان کے تمام کسانوں کی عزم و ہمت کی لازوال داستان ہے راگھوراؤ جرات، ہمت، اور حوصلہ مندی کا ایک عظیم الشان استعارہ بن کر ابھرا۔ اس میں کرشن چندر نے مختلف کرداروں کی ذہنی الجھنوں کو بیان کیا ہے۔ زیادہ تر معاشرے کا نچلا طبقہ نفسیاتی الجھنوں کا شکار ہوتے دکھایا گیا ہے کیونکہ یہ طبقہ ہمیشہ سے اپنے حقوق کے لیے جنگ کرتا آرہا ہے اور اس طبقے کو ہمیشہ سے ذہنی و معاشی طور پر مفلوج کیا جاتا رہا ہے۔ ناول کے آخر میں کسانوں کی ایک بہت بڑی جماعت کو ابھرتے دکھایا گیا ہے جو کہ اپنے حقوق حاصل کرنے کے لیے ہر ظلم کا سامنا کرنے کو تیار ہے۔

علم النفسیات در حقیقت ایک سائنس ہے۔ اس میں انسانوں کے ذہنی رویوں، ان کے کرداروں اور ظاہر و باطن کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ یہ دراصل علم النفس کی ہی ایک شکل ہے اور یہ لفظ "نفس" عربی زبان سے اخذ کیا گیا ہے۔ قرآن پاک میں علم النفس کا لفظ متعدد بار استعمال کیا گیا ہے۔ مثال دیکھیے۔

"کل نفس ذائقۃ الموت۔ ہر نفس کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔"[1]

اسی طرح سے جب ہم A learners Arabic English dictionary میں نفس کے معنی دیکھتے ہیں تو اس لفظ کے معنی کچھ اس طرح سے درج ہیں۔

"انگریزی میں نفس کے ہم معنی spirit ,soul and breath of life کے مراد لئے جاتے ہیں۔"[2]

نفسیات کے بارے میں ہر ایک مفکر کی اپنی الگ رائے موجود ہے۔ نفسیات ایک اتنا وسیع شعبہ اور علم ہے کہ ابھی تک تمام مفکرین کسی ایک رائے پر متفق نہیں ہو سکے ہیں۔

الیاس احمد گدی نے ناول "فائر ایریا" میں معاشرے میں موجود دو ایسے طبقات کے کرداروں کی نفسیات کی تصویر کشی کی ہے جو ہمیشہ ایک دوسرے کے خلاف محاذ آرائی کے لیے تیار رہتے ہیں۔ ان میں ایک طبقہ مافیا اور اونچا طبقہ ہے جو کہ اپنی دولت میں اضافہ کرنے کے لیے ہر جائز اور ناجائز کام کر گزرتا ہے۔ اس طبقے کے رد عمل کے طور پر معاشرے میں غریب اور مزدور طبقہ جنم لیتا ہے۔ یہ طبقہ ایسا ہے جو چاروں طرف سے سرمایہ داروں جاگیرداروں اور مافیا کے چنگل میں گھرا ہوا ہے۔ ظلم و تشدد، جبر، استحصال اور ریاکاری کے مسلسل مقابلہ کرتے کرتے نچلے طبقے میں مختلف ذہنی بیماریاں جنم لیتی ہیں۔

اسی طرح کرشن چندر نے اپنے ناول "جب کھیت جاگے" میں معاشرے میں موجود طبقاتی کشمکش کا شکار افراد کی نفسیاتی کیفیات کو مارکسی تناظر میں سیکھنے کی کوشش کی ہے۔ ایک طرف جاگیردارانہ طبقہ ہے اور دوسری طرف نچلا اور غریب طبقہ ہے۔ نچلا طبقہ ہمیشہ سے بالائی طبقے کے ظلم و ستم اور استحصال کا نشانہ بنتا چلا آرہا ہے۔ یہ طبقہ سرپرست طبقے کی مسلسل ریاکاری، لوٹ کھسوٹ اور جبر کا نشانہ بننے کی وجہ سے مختلف قسم کی نفسیاتی الجھنوں کا شکار ہے۔

سہدیو، ناول "فائر ایریا" کا مرکزی کردار ہے۔ اس کا تعلق نچلے طبقے سے ہے۔ یہ ست گانواں کا رہائشی ہے۔ سہدیو میٹرک پاس اور باشعور نوجوان ہے۔ یہ کمیونسٹ تحریک کا پیروکار بھی ہے۔ ہندوؤں کی نیچ ذات کی چمار سے اس کا تعلق تھا اور اس نیچ ذات کے سبب اسے

معاشرے میں بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔سہدیو ایک انسان دوست اور انسانیت سے محبت رکھنے والا نوجوان ہے۔اس نے کول کولفیلڈ میں ہونے والے ہر مزدور کے ساتھ ظلم کے خلاف آواز اٹھائی۔

"میں لیڈر بننا نہیں چاہتا۔ مگر اس طرح سر عام کسی کو ننگا کر دینا۔۔۔ ننکو بات کاٹ کر جھٹ سے بولا۔ قرض کا ہی کو لیتے ہیں پھر؟سہدیو بولا قرض لینے کا یہ مطلب نہیں کہ اس کو سر راہ بے عزت کیا جائے۔"[3]

سہدیو نے شروع میں مزدوروں پر ہونے والے ظلم و ستم کے خلاف آواز بلند کی ۔ لیکن آہستہ آہستہ اس کی طبیعت اور مزاج پر اس دوغلے اور فریبی ماحول کا اثر یہ ہوا کہ یہ بھی مافیہ اور ٹھیکیداروں کے ساتھ جاملا۔اس نے لوگوں سے کام کروانے کے چکر میں رشوت لینا شروع کر دی۔ گزرتے وقت کے ساتھ ساتھ اس کے دل میں پیسے کی لالچ اور اچھے مستقبل کے سپنوں نے جگہ بنالی۔سہدیو اس دلدل میں کچھ اس طرح پھنسا کہ صحیح اور غلط میں فرق کرنا ہی بھول گیا۔سہدیو پیسوں کے لالچ میں یونین لیڈر اور ٹھیکیداروں کے حکم پر ہر جائز اور ناجائز کام کر دیتا۔سہدیو ناول کے آخر میں اپنے بے گناہ دوست کی موت کا ذمہ دار سرپرست کو ٹھہراتا ہے۔اپنے اسی بے گناہ دوست کے قتل کے بعد حقیقت سے آشنا ہوتا ہے اور ظالموں کے خلاف جنگ کا اعلان کرتا ہے۔

اسی طرح "راگھو راؤ "ناول "جب کھیت جاگے "کا مرکزی کردار ہے۔ سارے ناول کی کہانی اسی کے گرد گھومتی ہے۔ یہ ایک نو عمر کھیت میں کام کرنے والا مزدور ہے۔ یہ گاؤں کے بڑے زمیندار کے کھیتوں میں کپاس کے پھول چنتا ہے۔راگھو بالکل ہی ان پڑھ ہے لیکن پھر بھی اسے شعور ہے کہ ظلم کے خلاف آواز کیسے بلند کرنی ہے۔راگھو کسان سبھا کارکن ہے۔ گاؤں میں راگھو اور اس سے مدد کرنے والے کسانوں پر زمیندار ظلم کرتا تھا۔راگھو کا ذہن اس ظلم اور تشدد کو برداشت نہیں کرتا۔راگھو اپنے گاؤں سے بھاگ کر شہر میں پناہ لے لیتا ہے۔اس نے شہر میں آکر لوگوں کے گھروں میں برتن مانجھے اور رکشا بھی چلایا لیکن اس کی ذہنی کشمکش جو اسے کہیں چین نہیں لینے دے رہی تھی۔راگھو نے شہر میں رہتے ہوئے حالات کا مقابلہ کرنا اور ظلم کے خلاف آواز بلند کرنا سیکھ لیا تھا۔ لیکن اس کے برعکس الیاس احمد کے ناول کا ہیرو پڑھا لکھا ہونے کے باوجود بھٹک جاتا ہے۔اس کے دل میں مال و دولت نے جگہ بنالی لیکن اس کے برعکس راگھو نے اپنے ذہن کو منتشر ہونے سے بچایا۔اس نے ذاتی مفاد کے بجائے قومی مفاد کو ترجیح دی ہے۔۔راگھو راؤ، سہدیو کے مقابلے میں زیادہ مضبوط کردار ہے۔ کیونکہ سہدیو لالچ میں آجاتا ہے اور وہ صرف اپنے بارے میں سوچنے لگتا ہے۔ ان دونوں کرداروں کے درمیان سوچ اور عمل کے حوالے سے واضح اختلافات موجود ہیں۔ راگھو نے اپنے جیسے اور دوسرے دیگر مزدوروں، کسانوں اور وٹیوں کے بارے میں سوچا۔ان کو اپنا حق لینے کے لیے اکسایا۔ ظالم کے خلاف محاذ آرائی پر متفق کیا۔ جبکہ سہدیو نے ذاتی مفاد کو ترجیح دی اور ناجائز کام شروع کر دیے۔ اس ناول میں راگھو جرات، عزم اور استقلال کی مثال بن کر ابھرا ہے۔راگھو تلنگانہ کے کسانوں کی تحریک کا نمائندہ بن کر اٹھا اور تمام کسانوں کے حقوق کے لیے آواز بلند کی۔ کرشن چندر مارکسی اور اشتراکی افکار و نظریات کے حامی تھے۔ اس لیے انہوں نے سہدیو کے ذریعہ مارکسی اور اشتراکی افکار و نظریات کی بھرپور ترجمانی کی ہے۔اس کی مثال دیکھیے۔

"اس نے بڑی مضبوطی سے اپنے ساتھیوں کے ہاتھ پکڑ لئے کیونکہ یہی ہات تھے جو زمین کے اندر بیٹھے ہوئے خزینوں کو تاریک گہرائیوں سے چھین سکتے تھے۔ اب وہ ان ہاتھوں کو کبھی نہیں چھوڑے گا۔ کیونکہ یہ مستقبل بیچنے والے منافع خوروں کے ہاتھ نہیں تھے۔ مزدوروں کے ہاتھ تھے جو نئی زندگی کے فنکار تھے۔"[4]

رحمت میاں کا باپ ناول "فائر ایریا" کا ضمنی کردار ہے۔ یہ رسول پور کا رہائشی ہے اور اس کا تعلق مسلمان گھرانے سے ہے۔ رحمت میاں کا باپ ضعیف آدمی ہے۔ اس کا بیٹا خان صاحب کے کھیتوں میں کام کرتا تھا وہ اس کے بیٹے سے زیادہ کام کرواتا تھا اور جب دل کیا بھوکا پیاسا اس کو کھیتوں میں بلا لیتا۔ اس طرح اس کی جسمانی اور ذہنی حالت دن بدن خراب ہوتی جا رہی تھی۔ اس کے باپ نے اسے مشورہ دیا کہ وہ رسول پور سے باہر کہیں نوکری کی تلاش کرے۔ گاؤں ست گانواں سے ننکو اسے اچھی نوکری اور بہتر سہولیات کے لالچ میں پھنسا کر کول کو لفیلڈ لے جاتا ہے۔ کول کو لفیلڈ میں رحمت میاں کے بیٹے کا ایک ہندو دوست بن جاتا ہے اور کچھ عرصہ بعد یہ ہندو دوست رحمت میاں کے باپ کے گھر سامان دینے آتا ہے۔ رحمت میاں کا باپ ہندو کی خوب اچھے سے آؤ بھگت کرتا ہے اور اسے کھانا کھلاتا ہے۔ اور اپنے بیٹے کا حال احوال پوچھتا ہے۔ الیاس احمد گدی رحمت میاں کے کردار کے ذریعے ہندو اور مسلم کی یکجہتی اور ان کی دوستی کی مثال پیش کی ہے۔ انسانی فطرت اور اس کی نفسیات میں یہ بات پیدائشی شامل ہوتی ہے کہ وہ دوسرے مذہب کے لوگوں سے بات کرنا پسند نہیں کرتا۔ لیکن رحمت میاں کے باپ کے کردار سے یہ بات واضح ہے کہ معاشرے میں کچھ ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو دوسرے مذاہب کے لوگوں سے انسانیت اور بھائی چارے کا سلوک روا رکھنے پر زور دیتے ہیں۔

"بوڑھے آدمی نے پیار سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعا دی فی امان اللہ۔

سہدیو نے اس کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا۔

اس کا کیا مطلب ہوا بابا۔

اس کا مطلب ہے جاؤ تمہیں خدا کی حفاظت میں دیا۔"[5]

اس ایک جملے نے اس بات کی مکمل وضاحت کر دی کہ انسانیت سے بڑا کوئی مذہب نہیں مذہب کو بنیاد بنا کر معاشرے میں تشدد اور ذہنی انتشار پھیلانا سب سے بڑا گناہ ہے۔

ویریا ناول "جب کھیت جاگے" کا ضمنی کردار ہے۔ یہ نچلے طبقے سے تعلق رکھتا ہے اور ایک وٹی ہے۔ یہ سری پورم گاؤں کے ظالم جاگیر دار جگن ناتھ ریڈی کے کھیتوں میں کام کرتا ہے۔ ویریا کا خاندان نسل در نسل اس کی زمینوں میں کام کرتا چلا آ رہا ہے۔ ویریا سمیت دیگر گاؤں والوں میں بھی ہمت نہیں کہ اس جبر کے خلاف آواز بلند کریں اور اپنے حقوق کا مطالبہ کریں۔ کرشن چندر نے اس کردار کے ذریعے نچلے طبقے اور کسانوں کی غلامانہ زندگی کی بہترین تصویر کشی کی ہے۔ کسان اپنی ساری زندگی جاگیر داروں کی غلامی میں گزار دیتے ہیں۔ انھیں عزت کی روٹی نصیب ہوتی ہے نہ تن ڈھانپنے کو کپڑا۔ یہاں تک کہ وہ بہت سی الجھنوں کا شکار ہو جاتے ہیں اور اپنے جذبات کی بھی تسکین نہیں کر پاتے۔ اس حوالے سے اقتباس دیکھیں۔

"ویریا ایک کھیت مزدور تھا وہ وٹی تھا، وہ بے گار پر جاتا تھا اور اس قدر غریب تھا کہ دوسری شادی نہ کر سکتا تھا۔"[6]

کرشن چندر نے اس ایک جملے کے ذریعے ویریا کی نہ صرف معاشی حالت بلکہ اس کی نفسیاتی الجھن کو بیان کر دیا ہے۔ بظاہر تو کرشن چندر نے اس جملے میں اس کی معاشی حالت اور اس کی نفسیاتی الجھنوں کو بیان کیا ہے لیکن مجموعی طور پر دیکھا جائے تو کرشن چندر نے ان تمام کسانوں اور نچلے طبقے کے لوگوں کی زبوں حالی بیان کی ہے۔ ویریا کو کسی ایسی عورت کی ضرورت ہے جس سے وہ جنسی تسکین حاصل کر سکے۔ اپنے دل کا حال

بیان کر سکے اور دن بھر کی الجھنیں اپنی شریک حیات سے بیان کر کے ذہنی اور جسمانی تسکین حاصل کر سکے۔ مگر یہ اس قدر غریب تھا کہ دوسری شادی کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔

"نفسیات کے مطالعے نے ہمارے لکھنے والے کو یہ احساس دلایا ہے کہ جنسی جذبہ خیر اور برکت کی چیز ہے، قدیم معاشرتی اقدر میں سب سے زیادہ اسی رجحان کو روکنے کی کوشش کی گئی تھی۔ ادب علم نفسیات کی ترقی نے اسے بنیادی اقدار میں شامل کر دیا ہے۔"[7]

کرشن چندر نے اس ناول میں ویریا کی جنسی بے چینی بیان کی ہے وہ خود کو بہت اکیلا محسوس کر رہا تھا۔ اس کے پاس کوئی ایسی عورت موجود نہیں تھی کہ جس سے وہ قربت حاصل کر سکے۔ ویریا غریب تھا اور اسی وجہ سے وہ اپنے بیٹے کو تعلیم نہیں دلوا سکا۔ اس لیے اس کے بیٹے نے بچپن ہی سے کھیتوں میں کام کرنا سیکھ لیا تھا۔ ویریا کا بیٹا جاگیر دار کا ظلم و ستم برداشت نہیں کر سکا اور شہر کی طرف بھاگ گیا۔ ویریا اور رحمت میاں کے باپ کے کردار میں بہت سارے نفسیاتی اور معاشی حوالے سے اشتراکات موجود ہیں۔ دونوں ہی اپنی بیویوں کے انتقال کے بعد دوسری شادی غربت کی وجہ سے نہیں کر پائے۔ اور اس طرح دونوں ہی جنسی حوالے سے بے چینی کا شکار نظر آتے ہیں۔ محمد ار "فائر ایریا" ناول کا ایک کردار ہے اس کا تعلق نچلے اور متوسط طبقے سے ہے۔ یہ سونا پور میں کرائے کے گھر میں رہتا ہے۔ محمد ار ایک کولیری میں کلرک ہے۔ اس کا زیادہ تر وقت کتابیں پڑھنے میں گزرتا ہے۔ یہ باشعور اور ہمدرد انسان ہے۔ اس کا تعلق کمیونسٹ پارٹی سے ہے۔ یہ مزدوروں کے حق میں آواز بلند کرتا ہے اور اپنی ایک الگ پارٹی بناتا ہے جس کا اصل مقصد مزدوروں کو ان کے جائز حقوق دلانا ہے۔ محمد ار ایک باشعور انسان ہے اور اسے اس کا شعور اور ضمیر اس بات کی ہرگز اجازت نہیں دیتا کہ وہ مزدوروں کے ساتھ ہونے والی زیادتی سے چشم پوشی اختیار کرے۔ اس حوالے سے کارل مارکس کا کہنا ہے کہ

"جدید مزدور صنعت کے فروغ کے ساتھ اوپر اٹھنے کے بجائے اپنے طبقے کی موجودہ معیار زندگی سے بھی نیچے گرتا جارہا ہے وہ نادار ہوتا جارہا ہے۔"[8]

محمد ار کا کردار ایک باشعور اور حساس فرد کا کردار ہے اس نے کارل مارکس کے متعدد کتابوں کا مطالعہ کر رکھا تھا اور دنیا بھر میں ہونے والی کسانوں اور مزدور تحریکوں سے آگاہ تھا۔ ایک باشعور اور پڑھے لکھے شخص ہونے کے ناطے اس نے نہ صرف اپنی زندگی کو بہتر بنانے کی کوشش کی بلکہ دیگر مزدوروں کو بھی ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کی سعی کی۔ محمد ار نے سہدیو کو کئی اور بھی دنیا میں ہونے والی مزدور تحریکوں سے آگاہ کیا۔ اس طرح دیکھتے ہی دیکھتے سہدیو میں کمیونسٹ تحریکوں کی طرف رجحان بڑھنے لگا وہ ایک نئی راہ کی طرف گامزن ہونے لگا۔ محمد ار کا ذہن توہم پرستی، رجعت پسندی فرسودہ رسم ورواج اور اوہام پرستی کا سخت مخالف تھا۔ وہ حقیقت پسندی کو ترجیح دیتا ہے۔ یہ خوابوں خیالوں کی دنیا پر یقین نہیں رکھتا۔ محنت اور جدوجہد کو اپنی زندگی کا شعار بناتا ہے۔

"غریب، جھوٹا اور پنچ انہیں بھگوان نے نہیں بنایا۔ ان کو نیچے گرایا گیا ہے، ان کا استحصال کیا گیا ہے، ان کو بھوکا اور ننگا رکھ کر، سود میں جکڑ کر، بیگار، سے مارپیٹ کر اس حد تک پہنچا دیا کہ وہ کیڑے بھرے آم کھانے پر آمادہ ہوں گے۔ سارا سماجی شعور، سارا معاشرتی اور تہذیبی تصور ان کے یہاں مفقود ہو گیا۔ صرف ایک بات کو جانتے

ہیں کہ زندہ رہنا ہے وہی بات جو ایک جانور جانتا ہے۔ یہ سب ایک دو سال یا دس بیس سال میں نہیں ہوا بلکہ ہزاروں سال سے چلتا رہا ہے۔"[9]

محمد ار نچلے طبقے سے ہونے کے باوجود شعوری طور پر بہت بلند تھا۔ اس کی فکر و سوچ نے اسے تمام مزدوروں کا لیڈر بنایا۔ یہ فکری سطح پر بہت بلند و بانگ ارادے رکھتا تھا اس نے تمام مزدوروں کو یکجا کر کے مزدوروں کی سوشلسٹ پارٹی قائم کی۔

مقبول کا تعلق نچلے طبقے سے ہے یہ ایک کمیونسٹ لیڈر رہے۔ اس نے فرانس اور روس میں ہونے والے انقلاب کا مطالعہ گہرائی سے کیا۔ یورپی دنیا میں ہونے والے انقلاب اور سوشلسٹ تحریک سے یہ ایک حد تک واقفیت رکھتا ہے۔ مقبول، محمد ار کی طرح انسانیت سے ہمدردی کرتا ہے۔ ان دونوں کرداروں کی فکری سطح ہم آہنگ معلوم ہوتی ہے۔ اس حوالے سے دونوں کرداروں میں اشتراکات موجود ہیں۔ مقبول اور محمد ار دونوں ہی جدید ذہن کے مالک ہیں۔ دونوں کا تعلق کمیونسٹ تحریک سے ہے اور دونوں ہی مارکسزم کی پیروی کرتے ہیں۔ ان دونوں کرداروں نے مزدوروں کو ان کا حق دلانے کے لیے آواز بلند کی۔ مقبول، کارل مارکس اور فریڈرک اینگلس کی تحریروں سے متاثر ہوا اور پھر اس نے مارکسی فکر و فلسفہ کی پیروی شروع کر دی۔

جس طرح "فائر ایریا" میں سہدیو کو درست سمت محمد ار نے دکھائی تھی بالکل اسی طرح اس ناول میں راگھو کو مارکسزم اور سوشلزم کی آگاہی مقبول نے فراہم کی۔ مقبول نے نہ صرف راگھو کو ان تمام افکار و نظریات سے متعلق آگاہی فراہم کی بلکہ عملی طور پر بھی اس کے لیے راہ ہموار کی۔

"الفاظ مقبول کے دل سے نکل رہے تھے اور راگھو کے دل میں اترتے جا رہے تھے۔ اور بیچ کی کوئی طاقت نہ تھی جو انہیں روک سکتی تھی۔"[10]

مقبول نے راگھو کی زندگی میں ایک نیا رنگ بھر دیا اس نے راگھو کے خیالات کو مزید پختہ کر دیا۔ پہلے راگھو کا ذہن بہت سے خیالات و افکار اور مقاصد کے حوالے سے منتشر تھا لیکن مقبول نے ان منتشر خیالات کو یکجا کر کے ایک واضح اور جامع مقاصد کے لیے تیار کیا۔

مقبول نے راگھو کو روانہ ہوتے وقت اسے اپنے چند جاننے والوں کا پتہ بتایا تاکہ مشکل وقت میں راگھو ان سے مدد طلب کر سکے۔ مقبول نے اپنے انسان ہونے کا فرض نبھایا اس نے جو تعلیم حاصل کی، اسے سماجی اور معاشی شعور کے بارے میں جتنی آگہی تھی اس نے اس سب سے مزدوروں، غریبوں اور نچلے طبقے کو بھی مستفید کیا۔ محمد ار اور مقبول دونوں کے کردار میں بہت سے اشتراکات پائے جاتے ہیں۔ یہ دونوں کردار عزم و ہمت، انسان دوستی کی مثال ہونے کے ساتھ ساتھ سوشلسٹ بھی ہیں۔

جس طرح ناول "فائر ایریا" میں ختونیا کا کردار تمام عورتوں کے لیے بہادری اور جرات کی مثال ہے بالکل اسی طرح ناول "جب کھیت جاگے" میں کرشن چندر نے ایک ایسا نسوانی کردار پیش کیا ہے جو کہ اعلیٰ ظرفی اور ممتا کے جذبے سے بھرپور ہے۔

جلیا، ناول "فائر ایریا" کا ایک اہم کردار ہے۔ اس کا تعلق معاشرے کے نچلے متوسط طبقے سے ہے لیکن یہ ذات گواتر سے تعلق رکھتی ہے۔ ہندوستانی معاشرے میں ذات گواتر کو ایک اچھی ذات سمجھا جاتا ہے۔ سہدیو کو جلیا سے بے پناہ محبت ہے اور وہ اس سے شادی کرنا چاہتا تھا۔ مگر اس کی معاشی حالت اچھی نہ تھی کہ وہ شادی کے اخراجات برداشت کر سکے یا پھر گھر میں ایک نئے فرد کو وہ تمام سہولیات دے سکے جو کہ ہر انسان کی خواہش ہوتی ہے۔ سہدیو اچھی نوکری کی تلاش میں دوسرے شہر ملازمت کے لیے چلا جاتا ہے۔ وہ نہ تو اپنی محبت سے دور ہونا چاہتا ہے

نہ ہی اپنے گھر والوں سے لیکن جب تک وہ کچھ کماتا نہیں وہ شادی نہیں کر سکتا۔وہ پیسے کما کر شادی کرنا چاہتا ہے تاکہ اپنے گھر والوں کو تمام بنیادی سہولیات فراہم کر سکے۔اس حوالے سے ای۔اے مینڈر کہتے ہیں۔

"ایک شخص پردیس میں روٹی کی خاطر سکونت اختیار کرتا ہے۔اس کے دل میں وطن کی یاد رہ رہ کر اٹھتی ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اپنے وطن کو جائے۔وطن واپس جانے کے لئے بہت محنت کرتا ہے اور کسی قسم کا آرام اپنے لئے گوارا نہیں کرتا تھا حتیٰ کہ شادی کی خواہش بھی روکے رکھتا ہے اور جس قدر ہو سکے پس انداز کرتا جاتا ہے۔اس کی سب سے بڑی غرض جس کی وجہ سے تکلیف برداشت کرتا ہے یہی ہے کہ اس قدر پس انداز ہو سکے اپنے وطن کو جا سکے یہاں بھی وہی گھر واپس جانے کی خواہش اس شخص کے طرز عمل میں اپنے آپ کو ظاہر کر رہی ہے۔"[11]

جلیا اس سے یہ وعدہ کرتی ہے کہ تمہارے علاوہ کسی اور سے شادی نہیں کروں گی۔سہدیو جلیا کے اس ایک وعدے کی آس میں دھوپ اور گرمی میں محنت کرتا ہے۔سہدیو جب کچھ عرصے بعد اپنے گاؤں آتا ہے تو اسے جلیا کی شادی ہونے کی خبر ملتی ہے اس کا دل بہت اداس ہو جاتا ہے۔

اس کے برعکس جب ہم "جب کھیت جاگے "کا مطالعہ کرتے ہیں تو اس میں ایک غریب لڑکی کا کردار نظر آتا ہے.جو راگھوراؤ سے محبت کرتی ہے۔اس کا تعلق غریب طبقے سے ہے۔یہ لومباڑی قبیلے سے تعلق رکھتی ہے۔اسے پیسوں کی کوئی لالچ نہیں ہے وہ ایک غریب لڑکے سے محبت کرتی ہے۔جبکہ جلیا ایک لالچی لڑکی تھی اس کو سہدیو کے علاوہ ایک ایسا لڑکا ملا جو امیر تھا۔اس نے اس کے ساتھ شادی کر لی۔جبکہ چندری راگھو سے دل و جان سے محبت کرتی تھی۔جلیا اور چندری کے کردار میں اختلافات موجود ہیں۔جلیا کے دل میں پیسے اور سہولیات کا لالچ آجاتا ہے جس کی وجہ سے اس نے اپنی محبت کو دھوکا دے دیا۔جبکہ چندری مضبوط کردار کی مالک ثابت ہوتی ہے۔اس نے کسی قسم کے لالچ کے آگے اپنے آپ کو کمزور نہیں ہونے دیا۔اس نے راگھو کو دھوکہ نہیں دیا۔راگھوراؤ کی غربت اور مفلسی کے باوجود اس نے اپنے شوہر کے ساتھ بے وفائی نہیں کی۔

"پھر آہستہ آہستہ راگھوراؤ نے اپنی زندگی کی مٹھی کھولی اور نفرت کے بہت سے جلتے ہوئے لمحوں کے درمیان محبت کی ایک چمکتے ہوئے پھول کو دیکھا اور چہرہ روشن ہو گیا۔چندری۔۔۔"[12]

چندری نے عمر بھر راگھو کا ساتھ نبھانے کا عہد کیا تھا۔اس لئے راگھو جب جیل میں قید ہوتا ہے تو اسے چندری کی یاد سے بہت جسمانی اور ذہنی سکون ملتا ہے۔اس حوالے سے ڈاکٹر ای۔ مینڈر کہتے ہیں کہ

"ہم اس چیز یا شخص کو پسند کرتے ہیں جس کا سلسلہ حافظے میں کسی خوشگوار واقعے کے ساتھ ملتا ہے اور اس چیز یا اس شخص کو پسند نہیں کرتے جس کا سلسلہ حافظے میں کسی ناگوار کے ساتھ ملتا ہو۔"[13]

ایک بار چندری کو زمیندار کے بیٹے نے اپنے گھر بلایا اور اس کو زیادتی کا نشانہ بنایا۔جب اس بات کی خبر راگھو کو ہوئی تو وہ چندری پر بہت برہم ہوا اس نے چندری سے تمام رشتے ناطے ختم کر دیے۔

"تعلقات میں لوگوں کی ایک دوسرے سے خاص قسم کی امیدیں وابستہ ہوتی ہیں، توقعات ہوتی ہیں۔ اور اگر وہ امیدیں اور توقعات پوری نہ ہوں تو ناکامیاں اور مایوسیاں ڈیرے ڈال لیتی ہیں۔ بعض محبوب یہ چاہتے ہیں کہ وہ جس شخص سے بھی محبت کریں وہ اپنی پوری توجہ ان پر ہی نچھاور کرے۔"[14]

راگھو اگر چاہتا تو وہ چندری کو اپنا سکتا تھا، چندری کے ساتھ ہونے والی زیادتی کا بدلہ لے سکتا تھا۔ مگر اس نے چندری کو ناپاک سمجھ کر اسے چھوڑ دیا۔ چندری نے راگھو سے سچی محبت کی تھی مگر راگھو نے اسے ٹھکرا دیا۔

رانی کا تعلق نچلے طبقے سے ہے، یہ فائر ایریا کا ایک ضمنی کردار ہے۔ رانی کا شوہر اس پر ظلم و تشدد کرتا ہے۔ اس کے کھانے پینے اور باہر آنے جانے پر سخت پابندیاں لگائے رکھتا ہے۔ رانی کے لئے یہ سب تکلیفیں ناقابل برداشت ہوتی جاتی ہیں۔ روز کی مارپیٹ سے تنگ آکر رانی گھر سے بھاگ نکلتی ہے۔ اس کا شوہر پولیس اسٹیشن جاکر رانی کے خلاف چوری کی درخواست جمع کرا آتا ہے۔ اور ساتھ ہی وہ رانی کو طلاق دے دیتا ہے۔ تھوڑے دنوں تک پولیس رانی کو ڈھونڈ لیتی ہے اور اسے جیل میں بند کر دیتی ہے۔ رانی کا بھائی اپنی بہن کو جیل سے چھڑوانے کی کوشش کرتا ہے۔ رانی کے بھائی نے پیسوں کے لئے اپنے دوستوں اور رشتہ داروں سے مدد مانگی مگر کسی نے مدد نہ کی۔ پھر اس نے ایک ٹھیکیدار سے سود کا قرض لے کر پولیس کو وہ رقم دے کر اپنی بہن کو چھڑوایا۔ رانی کے بھائی کو اب ہر مہینے سود کا قرض اتارنے کے لئے رقم ادا کرنا پڑتی۔ مگر یہ قرضہ ادا کرنے کے باوجود بھی دن بدن بڑھتا ہی جارہا تھا۔ ٹھیکدار کے آدمی روز اس کو بیچ بازار مارتے پیٹتے اور اپنی رقم کا مطالبہ کرتے ہیں۔ رانی کے بھائی نے اپنی بے عزتی کو بھلانے کے لئے شراب نوشی شروع کر دی۔ جب ٹھیکیدار کو معلوم ہوا کہ رانی کا بھائی اب رقم ادا نہیں کر سکتا تو ٹھیکیدار نے رانی کو اپنے گھر زبردستی بلا لیا اور اسے دو سال تک اپنے گھر بند رکھا۔ اس دوران اس نے رانی کے ساتھ جنسی تعلقات قائم کیے، اور اس کو اپنی ہوس کا نشانہ بنایا۔

جمنا ناول "فائر ایریا" کا ضمنی کردار ہے۔ اس کا تعلق نچلے طبقے سے ہے۔ یہ گھریلو ملازمہ ہے۔ مسز سنالنی گھوش کے گھر پر کام کرتی ہے اور یہیں رہائش پذیر ہے۔ جمنا مسز سنالنی کی غیر موجودگی میں بھی گھر کا اتنا ہی دھیان رکھتی ہے جتنا ان کی موجودگی میں رکھتی ہے۔ مسز سنالنی ایک سکول ٹیچر ہے اس لئے وہ اپنا زیادہ تر وقت گھر سے باہر گزارتی ہے۔ اس لئے مسز سنالنی نے اپنے گھر کی ساری ذمہ داری جمنا کو سونپ رکھی ہے کہ وہ اس کی غیر موجودگی میں بھی گھر کی دیکھ بھال کرے اور سارے انتظامات سنبھالے۔ جمنا ایک وفادار ملازمہ ثابت ہوئی۔ اس نے سنالنی کے گھر کی حفاظت کی اور کبھی کوئی چیز چوری نہیں ہوئی۔ مسز سنالنی کا ایک بچہ پیدا ہوتا ہے جو کہ کسی بیماری کے باعث صرف دو دن تک زندہ رہتا اور مر جاتا ہے اس کے کچھ عرصے بعد ان کے شوہر کا بھی حادثے میں انتقال ہو جاتا ہے۔ مسز سنالنی اپنی تنہائی دور کرنے اور گھر کی دیکھ بھال کے لئے جمنا کو اپنے گھر میں رکھ لیتی ہے۔ مسز سنالنی اور جمنا دونوں کے درمیان انسانیت کا جذبہ موجود ہے۔ یہ دونوں کسی بھی بے سہارا کی مدد کرنے میں ذرا برابر دیر نہیں لگاتیں۔

"اسکول سے لوٹی ہے اس کے کوارٹر کے برآمدے میں ایک لڑکا پڑا بے خبر سو رہا ہے۔ ننگے فرش پر وہ اسے جگاتی ہے نہیں جاگتا۔ ہاتھ لگاتی ہے ایک طرف لڑھک جاتا ہے۔ بخار کی شدت سے بے ہوش ہو چکا ہے۔ وہ نوکرانی جمنا کو آواز دیتی ہے ایک راہ گیر اور نوکرانی کی مدد سے اسے اندر لے آتی ہے۔ ڈاکٹر بلواتی ہے۔"[15]

الیاس احمد گدی نے جمنا کے کردار کے ذریعے اس بات کو واضح کیا ہے کہ نچلا طبقہ اور خاص کر گھریلو ملازم بھی وفادار ہوتے ہیں۔ ہمیشہ اس طبقے کو شک کی نگاہ سے نہیں دیکھنا چاہیے۔ ان کی بھی عزت نفس ہوتی ہے۔ ان کو اگر اعتماد اور عزت دی جائے تو یہ مشکل گھڑی میں اپنی جان دینے سے بھی پیچھے نہیں ہٹتے۔

کرشن چندر کے ناول "جب کھیت جاگے" میں وینکٹ نچلے طبقے کا کردار ہے۔ ایک گھر میں ملازم ہے اور گھر کے سارے کام کرنے کے علاوہ یہ برتن بھی مانجھتا ہے۔ وینکٹ اپنی گلی کے باقی سارے نوکروں کا سردار بھی ہے۔ اس گلی کے تمام ملازم کام ختم کر کے شام کو اکٹھے بیٹھ کے گپ شپ لگاتے ہیں۔ وینکٹ اپنے مالک کی غیر موجودگی میں اکثر چوری کرتا اور اپنے مالکوں کو گالیاں دیتا ہے۔ وہ نہ صرف خود شراب پیتا ہے بلکہ ہر آنے والی نئے ملازم کو بھی اپنے گروہ میں شامل کرتا ہے اور شراب پینے کی دعوت بھی دیتا ہے۔ وینکٹ میں یہ سب برائیاں تو تھیں ہی لیکن اس کے ساتھ اس کے کئی عورتوں کے ساتھ تعلقات بھی تھے۔

> "وینکٹ اس گلی میں نوکروں کا سردار تھا۔ وہ گھاٹ گھاٹ کا پانی پی چکا تھا اور جگہ جگہ سے چوری کر کے بھاگ چکا تھا۔ اس نے زندگی میں بیسیوں نام بدلے تھے۔ اور بیسیوں نام بدلنے کو تیار تھا۔ آس پاس پڑوس بلکہ دوسرے محلوں میں بھی نوکر چھوٹی موٹی چوری کرتے تھے اس میں بھی وینکٹ اپنا مال غنیمت دھر الیتا تھا۔ پھر سب لوگ مل کر شراب پیتے تھے یا چرس کا دم لگاتے تھے۔ اپنے مالکوں کو سناتے تھے اور اس کی تھوڑی دیر کے بعد پھر بھیگی بلی بن کر مالکوں کے گھروں میں برتن صاف کرنے لگتے تھے۔"[16]

اس اقتباس سے وینکٹ اور اس کے ساتھ کام کرنے والے دیگر ملازمین کے کرداروں کی ذہنی سطح کا اندازہ ہوتا ہے۔

وینکٹ اور اس جیسے دوسرے ملازم اپنے مالکوں کی غیر موجودگی میں اپنے دل کی بھڑاس نکالتے ہیں اور انہیں برا بھلا کہتے ہیں۔ جمنا اور وینکٹ دونوں کا تعلق نچلے طبقے سے ہے اور دونوں ہی گھر میں ملازم ہیں۔ ان دونوں کرداروں میں اختلافات موجود ہیں۔ جمنا جس گھر کا ملازم ہے اس کے مالک جمنا پر مکمل بھروسہ کرتے ہیں۔ جمنا گھر کے مالک کی غیر موجودگی میں بھی گھر کی اچھی طرح سے دیکھ بھال کرتی ہے جبکہ وینکٹ اپنے مالک کی غیر موجودگی میں چوری کرتا ہے اور یہ نفسیاتی الجھنوں کا شکار بھی ہے۔ وینکٹ مالک کی غیر موجودگی میں مالک کو لعن طعن کرتا ہے جبکہ جمنا اپنے مالک کی بہت عزت کرتی ہے۔ وینکٹ نفسیاتی الجھن کے ساتھ ساتھ جنسی بے راہ روی کا بھی شکار ہوتا ہے۔

وینکٹ جس گھر میں رہتا وہاں کام کرتا ہے اور موقع پاتے ہی وہ اس گھر سے چوری بھی کر لیتا ہے۔ لیکن ناول "فائر ایریا" میں جمنا کا کردار بہت ہی مضبوط دکھایا گیا ہے وہ گھر کے مالکوں کی غیر موجودگی میں بھی گھر کی حفاظت کرتی ہے اور دل میں چوری کا خیال تک نہیں لاتی۔ جبکہ وینکٹ نہ خود صرف چوری اور شراب جیسی بری عادات میں ملوث ہے بلکہ دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دیتا ہے۔

جاگیردارانہ نظام ایک ایسا معاشی، سیاسی، معاشرتی اور اقتصادی نظام ہے جو کہ ایشیائی اور یورپی ممالک میں جدید طرز حکومت کے قیام سے پہلے رائج تھا۔ جاگیردارانہ نظام یورپی ممالک میں نویں صدی سے لے کر 14 ویں صدی تک رائج رہا۔ جاگیردارانہ نظام دنیا کی ہر تہذیب اور معاشرے میں مختلف صورتوں میں رائج رہا ہے۔ اس حوالے سے ڈاکٹر مبارک علی لکھتے ہیں۔

> "تاریخ کے حوالے سے ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ دنیا کے تمام معاشروں اور تہذیبوں میں اس کی شکل وہیئت مختلف تھی۔ چین کا جاگیردارانہ نظام جاپان کا سمورائی اور عربوں کا مشرق وسطیٰ میں فتح کے بعد اقطاع (بادشاہ کا

کسی خاص شخص کو اراضی ملک عطا کرنا) کے نظام حالات کے تحت مرتب ہوئے۔ان تمام نظاموں میں زمین کی ملکیت اور پیداواری ذرائع چند ہاتھوں میں رہے۔ جس کی وجہ سے معاشرے میں طبقاتی مفادات کی خاطر سیاسی، مذہبی، سماجی اور تہذیبی روایات کو پروان چڑھایا گیا جو اس نظام کو تحفظ دے۔"[17]

جاگیر دارانہ نظام کی ہر قوم اور معاشرے میں مختلف صورتیں رہی ہیں۔جاگیر دارانہ نظام میں جاگیر دار کی حیثیت ایک مالک کی ہوتی ہے اور زمینوں پر کام کرنے والا کسان جاگیر دار کا غلام ہوتا ہے۔جاگیر دارانہ نظام میں چند قابل افراد کو ان کی محنت اور بے لوث خدمت کے صلے میں بادشاہ اپنی طرف سے زمین کا وسیع و عریض رقبہ بطور جاگیر عطا کرتا۔اس طرح جاگیر دار اپنے علاقے کے رہنے والے غریبوں اور کسانوں سے اپنی زمینوں میں کام کرواتا۔کسان اور مزدور جاگیر دار کی زمین میں کھیتی باڑی کرتے اور ہل چلاتے۔اس طرح جاگیر دار کسانوں اور مزدوروں کو ان کی محنت کا حقیر سا معاوضہ عطا کرتا۔

جاگیر دارانہ نظام کے تحت کسان زمینوں پر کام کرتے ہیں۔زمین سے حاصل ہونے والا خراج جاگیر دار اپنے قبضے میں لے لیتا ہے۔یہ خراج بادشاہ، جاگیر دار اور کسان کے حصے میں ایک تہائی کے حساب سے آتا تھا لیکن جاگیر دار اپنا اور بادشاہ کا حصہ زیادہ نکالتا جب کہ کسان کو بہت کم معاوضہ دیتا۔کسان ہمیشہ سے جاگیر دارانہ نظام کے ہاتھوں استحصال کا شکار ہوتا آرہا ہے۔جاگیر دارانہ نظام میں تمام ذرائع پیداوار پر جاگیر داروں کا قبضہ ہوتا تھا، اس طرح کسان اور غریب لوگ ان کے ماتحت کام کرتے تھے۔اس نظام کے تحت محنت کشوں کو ان کی محنت اور تگ و دو کے برابر صلہ نہ ملتا۔اس نظام میں جاگیر دار زبردستی تمام زرعی پیداوار پر قابض ہو جاتا اور کسان زرعی زمین سے حاصل ہونے والی پیداوار سے بے دخل کر دیا جاتا۔

الیاس احمد گدی نے ناول "فائر ایریا" کی کہانی ضلع گیا کے ست گانواں گاؤں سے شروع کی اور اس کا اختتام دھنباد شہر پہ کیا ہے۔یہ ایک علاقائی ناول ہے اور اس میں الیاس احمد گدی نے ضلع گیا کے چھوٹے چھوٹے شہروں میں بسنے والے غریب کسان اور مزدور طبقے پر جاگیر داروں اور ٹھیکیداروں کے استحصالی رویہ کو بیان کیا ہے۔

"ناول "فائر ایریا" ایک مکروہ اور استحصالی نظام کا مرقع ہے۔پریم چند نے پہلی مرتبہ دیہی زندگی اور ان کے مسائل کو ادب سے متعارف کرایا اور الیاس احمد گدی نے اس روایت کی توسیع کی ہے۔"[18]

اس ناول میں الیاس احمد گدی نے دیہی زندگی میں جاگیر داروں کے ذریعے کسانوں کا استحصال اور شہری زندگی میں ٹھیکیداروں اور افسروں کے ذریعے مزدوروں کا ہونے والا استحصال بہت ہی خوبصورت انداز میں پیش کیا ہے۔اس حوالے سے رئیس انور لکھتے ہیں۔

"فائر ایریا موضوع مواد، پیشکش اور زبان کے اعتبار سے اردو کا اکلوتا منفرد ناول ہے۔۔۔ان کے دائرہ فکر میں شہر اور شہری زندگی کے نشیب و فراز پیچیدگیاں اور مزاج و نفسیات ہیں۔۔۔عام آدمی خواہ وہ کسان، مزدور جو دو وقت کی روٹی جٹانے کے لئے در در اور چوراہے چوراہے ٹھوکریں کھاتا ہے وہ ان پڑھ اور جاہل محنت کش طبقہ دکھائی نہیں دیتا۔یا وہ عورت جو عزت و ناموس کے بوجھ کے ساتھ خاندان کا بار اٹھائے ہوئے تار تار ہوئی عزت اور عزت نفس کے ساتھ آسمان کو چھت اور پیڑ اور پودوں اور ہواؤں کو در و دیوار اور بستر بنانے پر مجبور ہے۔اور

AL-MISBAH RESEARCH JOURNAL
Vol.3, No.3, Sep-2023
Page no: 106-120

چند ٹکڑوں کی خاطر اپنے جسم کی رعنائی سے آزاد بے بسی اور ذلت کی زندگی جی رہی ہے۔گھر و باہر استحصال کا شکار ہے عام طور سے نظر نہیں آتی۔"[19]

الیاس احمد گدی نے معاشرے میں موجود جاگیر دارانہ طبقات کے افراد کے ذہنی رویوں کو پیش کیا ہے کہ وہ کس کس طرح مجبور محنت کش افراد کا استحصال کر کے راحت محسوس کرتے ہیں۔اسی طرح کرشن نے بھی اپنے ناول "جب کھیت جاگے "میں جاگیر دارانہ طبقات سے تعلق رکھنے والے افراد کے ذہنی رویوں اور کسانوں کے ساتھ ہونے والے استحصال کو پیش کیا ہے۔

اس ناول میں بھی " فائر ایریا" کی طرح بیک وقت دیہی اور شہری زندگی کے جاگیر دار طبقات کے استحصالی رویوں کی عکاسی کی گئی ہے۔ اس حوالے سے نند کشور وکرم لکھتے ہیں۔

"جب کھیت جاگے " ان کا ایک ایسا دلپذیر ناول ہے جس میں تلنگانہ کے محنت کشوں اور جاگیر داروں کے درمیان طبقاتی جنگ اور اس میں جاگیر داروں کے محنت کشوں پر کئے جانے والے ظلم واستحصال بڑے رقت انگیز پیرائے میں پیش کیے گئے ہیں۔"[20]

اس ناول میں جاگیر دار طبقہ کسان کا نہ صرف معاشی استحصال کرتا ہے بلکہ ان کو ذہنی اور جسمانی طور پر بھی استحصال کا نشانہ بناتا ہے۔ کرشن چندر نے ناول میں صدیوں سے چلے آنے والے جاگیر دارانہ نظام اور جاگیر دارانہ طبقات کا نچلے طبقے پر ظلم وستم کو اس ناول میں پیش کیا ہے۔اس ناول میں ان کی اشتراکیت پسندی بھی نظر آتی ہے۔اس کے ساتھ ساتھ کرشن چندر مزدوروں اور غریب طبقے کی حمایت میں آواز بلند کرتے دکھائی دیتے ہیں اور جاگیر دارانہ نظام کے جبر و تسلط کے خلاف سب کو یکجا کرنے کی سعی کرتے ہیں۔کرشن چندر کے نزدیک جاگیر دارانہ نظام ہی معاشرے میں موجود تمام برائیوں کی جڑ ہے۔

خان صاحب کا کردار "فائر ایریا" میں اہم کردار ہے۔یہ جاگیر دارانہ طبقے کا ایک نمائندہ کردار ہے۔خان صاحب رسول پور کا رہنے والا جاگیر دار ہیں۔رسول پور میں اس کی زمینوں پر کسان اور دیگر غریب لوگ کام کرتے ہیں۔اسی مزدوری سے کسانوں اور غریب لوگوں کے چولہے جلتے ہیں۔لیکن خان صاحب ان تمام کسانوں اور مزدوروں کے ساتھ برا سلوک کرتا ہے۔

"اگر ہم اپنا نام اخبارات میں دیکھ کر آپ ہی آپ خوش ہوتے ہیں یا غیر شعوری طور پر شہرت کی طلب میں مذہبی، سیاسی یا مزدور پیشہ جماعت یا اپنی سوسائٹی میں ممتاز حیثیت حاصل کرتے ہیں۔تو یہ تمام باتیں اس خواہش کا نتیجہ ہیں۔یہ خواہش اور دوسری بنیادی خواہشات کی طرح بذات خود نہ اچھی ہے نہ بری۔یہ وائس ہم سے اچھے اور مفید کام بھی کر سکتی ہے اور برے بھی اور مضرت رساں بھی۔"[21]

خان صاحب کے اندر بھی ایک ایسی ہی خواہش پروان چڑھ رہی ہے۔لیکن خان صاحب اپنی اس خواہش کی تکمیل کے لئے غلط راستے پر چلتا ہے۔یہ اپنے علاقے میں اپنا نام اور رعب و دبدبہ بڑھانے کے لئے غریبوں کا استحصال کرتا ہے۔غریبوں پر اپنا رعب ڈال کر زبردستی ان سے زمینیں چھین کر خود ذہنی سکون حاصل کرتا ہے۔اپنا جاگیر دارانہ نظام ختم ہونے کے ڈر سے خان صاحب کوئی ایسی سماجی حکمت عملی ترتیب نہیں دیتے جس کی وجہ سے کسانوں اور غریب طبقے میں شعور بیدار ہو۔

خان صاحب نے گاؤں کے تمام غریب اور نچلے طبقے کے افراد کے دل و دماغ پر اپنا رعب و دبدبہ قائم کر رکھا تھا۔ ان تمام لوگوں پر خان صاحب نے اس حد تک سخت پابندیاں لگائی تھیں کہ ان کا ذہن کچھ اور سمجھنے کی قوت سے محروم رہے۔ خان صاحب کے کردار کی طرح ناول "جب کھیت جاگے" میں جگن ناتھ ریڈی کا کردار بھی ایک اہم کردار ہے۔ جس طرح خان صاحب رسول پور کے جاگیر دار ہیں بالکل اسی طرح جگن ناتھ ریڈی سری پورم گاؤں کا جاگیر دار ہے۔ اس حوالے سے حیات افتخار کہتے ہیں۔

"اس ناول میں جگن ناتھ ریڈی اور پرتاب ریڈی کو جاگیر دار طبقے کا نمائندہ بنا کر پیش کیا گیا ہے۔"[22]

جگن ناتھ ایک بہت ہی بے حس، لالچی زمیندار کے روپ میں پیش کیا گیا ہے۔ خان صاحب اور جگن ناتھ ریڈی کے کردار میں اشتراکات پائے جاتے ہیں۔ یہ دونوں ایک ہی سکے کے دو رخ ہیں۔ جس طرح خان صاحب اپنے گاؤں میں موجود کسانوں پر ظلم و ستم کرتا ہے بالکل اسی طرح جگن ناتھ ریڈی بھی اپنی جاگیر میں کام کرنے والے وٹیوں کے ساتھ برا سلوک کرتا ہے۔

"اس وقت راگھو نے ایک پلک جھپکنے میں دیکھ لیا کہ سارے وٹی مودب قطار اندر قطار کھڑے ہیں۔ سر جھکائے ہوئے، ہاتھ جوڑے ہوئے، قدموں میں نگاہ گڑائے ہوئے۔"[23]

جگن ناتھ ریڈی کی بھی خواہش ہوتی ہے کہ کسی کسان میں اس کے سامنے آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی جرات نہ ہو۔ اس کی خواہش تھی کہ سارے علاقے میں اس کی حکومت ہو۔ اس کے علاوہ کسی کا راج نہ ہو۔ کسان اور مزدور اس کے حکم کے پابند ہوں۔ یہ کسانوں سے ایک قسم کی نفرت اور دشمنی میں مبتلا تھا۔ کسانوں کی ہار اور ان کی بے بسی اسے ایک طرح سے ذہنی تسکین فراہم کرتی ہے۔

"غلبہ اور حکومت کی خواہش دراصل لڑائی کی جبلت سے تعلق رکھتی ہے۔ ہر بنیادی خواہش کی طرح اس کے ا ظہار کے بھی سینکڑوں طریقے ہیں۔"[24]

جگن ناتھ ریڈی کے دل میں تمام لوگوں پر غلبہ پا کر حکومت کرنے کی خواہش ہے۔ اگر وہ چاہتا تو حکومت کرنے کے لئے کوئی اچھا راستہ اختیار کر سکتا تھا۔

یہ اس قدر بے حس دکھایا گیا ہے کہ اسے کسی کی پرواہ بھی نہیں۔ اگر کسی کسان کے گھر میں کوئی ضروری کام ہو یا کسان بھوکا، بیمار ہو اسے ہر حال میں زمیندار کے بلاوے پر فوراً جانا پڑتا تھا۔

خان صاحب اور جگن ناتھ ریڈی ان دونوں کرداروں میں مماثلت پائی جاتی ہے دونوں کردار جاگیر دارانہ سوچ کے مالک ہیں۔ ان دونوں کی سوچ یہ ہے کہ اگر گاؤں میں اسکول یا پھر کوئی اور فلاحی ادارہ قائم ہو گیا تو اس سے غریب کسانوں میں شعور بیدار ہو جائے گا اور وہ اپنے حقوق کے لئے مطالبہ کریں گے۔

چودھری صاحب ناول "فائر ایریا" کا ایک اہم کردار ہے یہ ست گانواں گاؤں کا جاگیر دار ہے۔ چوہدری صاحب اس گاؤں کا سب سے بڑا جاگیر دار ہے۔ اس کے کھیتوں میں لاتعداد مزدور محنت و مشقت کرتے ہیں اور اپنا پیٹ پالتے ہیں۔ گاؤں کے لوگ زیادہ تر ان پڑھ تھے، وہ دوسری نوکری بھی نہیں کر سکتے تھے۔ اس لئے وہ چودھری صاحب کی زمینوں پر کام کرتے ہیں۔ چودھری اس قدر ظالم اور بے حس تھا کہ اپنے کھیتوں میں کام کرنے والے کسانوں کو ایک وقت کا کھانا تک نہ دیتا نہ ہی انھیں کام کے دوران کچھ لمحے کے لئے آرام کرنے کی اجازت ہوتی۔ پرتاب ریڈی ناول "جب کھیت جاگے" کا ایک اہم کردار ہے۔ یہ گاؤں ہری پور کے سب سے بڑے جاگیر دار کا بیٹا ہے۔ چودھری صاحب اور

پرتاب ریڈی کے کردار میں مماثلت پائی جاتی ہے یہ دونوں ہی اپنے اپنے علاقے کے جاگیر دار ہیں۔اور دونوں ہی بہت ظالم ہیں۔چودھری صاحب کی طرح پرتاب ریڈی بھی گاؤں کی بے سہارا عورتوں پر ظلم کرتا ہے اور انہیں اپنی ہوس کا نشانہ بناتا ہے۔چودھری صاحب اور جگن ناتھ ریڈی دونوں ہی ذہنی انتشار کا شکار ہیں۔ہر وقت کسانوں اور غریب لوگوں کو تنگ کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی نیا منصوبہ سوچتے رہتے ہیں۔

"ویریا نے اپنے بیٹے کو گالی دے کر کہا، چلتے مالک، میں وٹی ہوں۔میں مالک کے بیگار بجالاؤں گا میرا بیٹا بھی وٹی ہے۔وہ بھی چلے گا۔ بھلا ہم لوگوں کے لئے میلا ٹھیلا کیا معنی!"[25]

جگن ناتھ ریڈی اس قدر سخت تھا کہ اس نے دس سال بعد لگنے والے میلے میں کسانوں کو خوشیاں بھی نہ منانے دیں۔ان سب کو بلایا گیا اور ان پر سامان لاد کر انھیں سوریا بیٹ میں جگن ناتھ ریڈی کی منگنی کی رسم کے لئے روانہ کیا۔ جگن ناتھ ریڈی ایک وحشی درندہ تھا اس نے اپنی ہوس مٹانے کے لئے اپنے ہی گاؤں کی عورتوں کو ہوس کا نشانہ بنایا۔وہ یہ سوچتا تھا کہ یہ سب اسی کے غلام ہیں اور وہ جو چاہے ان کے ساتھ سلوک کر سکتا ہے۔

بنئے اور بنیائن کا کردار ناول "جب کھیت جاگے" میں بیک وقت جاگیر دارانہ اور سرمایہ دارانہ طبقات کی نمائندگی کرتا ہے۔بنئے کا تعلق گاؤں سے ہوتا ہے اور اس کی گاؤں میں بہت ساری زمین تھیں۔لیکن شادی کے بعد گاؤں سے شہر منتقل ہو جاتا ہے۔اس نے شہر میں بھی اپنے بہت سے چھوٹے موٹے کاروبار چلا رکھے ہیں اور کافی منافع حاصل کرتا ہے۔ان دونوں میاں بیوی کی سوچ بھی بالکل ظالم جاگیر دار کی سوچ سے ملتی ہے۔یہ اپنے گھر میں ملازموں کے ساتھ بہت برا سلوک کرتے ہیں نہ ان کو تنخواہ وقت پر دیتے ہیں اور نہ ان کے کھانے پینے کا خیال رکھتے ہیں۔اور انہیں صرف اتنی ہی روٹی دیتے ہیں جس سے وہ مشکل ہی زندہ رہ سکیں۔یہ اپنے گھر کے ملازم پر چوری کا الزام لگا کر انہیں مارتے اور پیٹتے ہیں۔مالکوں کی غیر موجودگی میں گھر کے ملازم گالی گلوچ کرتے ہوئے اپنے دل کا بوجھ ہلکا کر لیتے ہیں۔

"یہ لوگ اپنے مالکوں کی غیر موجودگی میں بڑی بے باکی سے انہیں گالیاں دیتے تھے۔۔۔گالی سے دل کی بھڑاس تو نکل جاتی ہے لیکن پیٹ کی بھوک دور نہیں ہو سکتی۔"[26]

اس اقتباس سے کرداروں کی نفسیاتی حالت کی عکاسی ہوتی ہے کہ بنیا اور بنیائن اپنے ملازموں کے ساتھ کس طرح کا سلوک روا رکھتے ہیں۔یہ شہر کے کاروبار سے ہونے والے منافع سے مزید زمین خریدنے کی تیاری کر رہے ہیں۔

"باتوں باتوں میں راگھوراؤ کو پتہ چل گیا کہ بنئیے کی زمین دیہات میں ہے اور ابھی وہ اور بہت سی زمین خریدنے کی تیاری کر رہا ہے۔"[27]

بنئے کے پاس زمین خریدنے کے لئے لاکھوں کروڑوں روپے موجود تھے لیکن اپنے گھر کے ملازموں کی بھوک مٹانے کے لئے اس کے پاس کچھ نہیں تھا۔ان کو بس اپنے پیسے اپنی جاگیر کی پرواہ تھی، باقی کوئی جئے یا مرے انہیں اس کی کوئی پروا نہیں۔"فائر ایریا" میں کئی کردار صرف ایک ہی طبقے اور نظام کی نمائندگی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔اس حوالے سے یہ ان دونوں ناولوں میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

ناول "فائیر ایریا" میں الیاس احمد گدی نے اور ناول "جب کھیت جاگے" میں کرشن چندر نے کرداروں کی نفسیات کو بہترین طریقے سے مارکسی تناظر میں پیش کیا ہے۔دونوں ناولوں میں جاگیر دارانہ طبقات کے افراد کو مختلف نفسیاتی الجھنوں کا شکار دکھایا گیا ہے جو کہ ہر وقت اس کوشش میں مصروف رہتے ہیں کہ معاشرے کے تمام وسائل پر ہمارا قبضہ ہو اور معاشرے میں موجود نچلے طبقے کے لوگ اپنی ضروریاتِ زندگی کو

پورا کرنے کے لیے ہمارے آگے ہاتھ پھیلائیں اسی طرح سے دونوں ناولوں میں معاشرے میں موجود نچلے طبقے کو پیش کیا گیا جو کہ اپنا پیٹ پالنے اور سر ڈھانپنے کے لیے در در کی ٹھوکریں ہیں اور ذہنی تناؤ کا شکار ہوتے ہیں۔

حوالہ جات

[1] امام احمد رضا خان,کنز الایمان،(لاہور: مکتبہ المدینہ دعوت اسلامی، 2011ء)، سورۃ العنکبوت، آیت نمبر 69۔

[2] F.Steingass, A learners English Arabic dictionary, (Lebanon: Librairie du Liban, 1978), p13.

[3] الیاس احمد گدی،فائر ایریا،(دہلی: عزیز پرنٹنگ پریس، 1994ء)، ص 49۔

[4] کرشن چندر،جب کھیت جاگے،(بمبئی: بمبئی بک ہاؤس، 1952ء)، ص 83۔

[5] الیاس احمد گدی،فائر ایریا، ایضا، ص 93۔

[6] کرشن چندر،جب کھیت جاگے، ایضاً، ص 21۔

[7] فضل الرحمان خان،ادھ کھایا امرود،(لاہور: مکتبہ میری لائبریری، 1988ء)، ص 10۔

[8] کارل مارکس،کمیونسٹ پارٹی کا مینی فسٹو،(ماسکو: دارالاشاعت ترقی، 1970ء)، ص 51۔

[9] الیاس احمد گدی،فائر ایریا، ایضاً، ص 70۔

[10] کرشن چندر،جب کھیت جاگے، ایضاً، ص 74۔

[11] ای۔اے۔ مینڈر،ہماری نفسیات، مترجم: شید احمد صاحب،(دہلی: انجمن ترقی اردو ہند، 1939ء)، ص 4۔

[12] کرشن چندر،جب کھیت جاگے، ایضاً، ص 42۔

[13] ای۔اے۔ مینڈر،ہماری نفسیات، 152 ایضاً، ص 100۔

[14] خالد سہیل ڈاکٹر،انفرادی اور معاشرتی نفسیات،(لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، 1991ء)، ص 46۔

[15] الیاس احمد گدی،فائر ایریا، ایضاً، ص 321۔

[16] کرشن چندر،جب کھیت جاگے، ایضاً، ص 58۔

[17] واھگ بلوچ،جاگیرداری نظام،ڈاکٹر مبارک علی کی کتاب کی روشنی میں ۔
(Https://the balochistan post .com/2019/11.21.3.2022/8:00 PM)

[18] رضوانہ پروین، ڈاکٹر،الیاس احمد گدی اور سنجیو کی ناول نگاری: تقابلی مطالعہ،(دہلی: روشان پرنٹرز، 2017ء)، ص 87۔

[19] رئیس انور،بہار میں ناول نگاری (1980 کے بعد)،(دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، 2011ء)ص 72۔71۔

[20] نند کشور وکرم،کرشن چندر مونوگرا،(دہلی: اردو اکادمی، 2014ء)، ص 145۔

[21] ای۔اے مینڈر،ہماری نفسیات، ایضاً، ص 27۔

[22] حیات افتخار،کرشن چندر کے ناولوں میں ترقی پسندی، ایضاً، ص 104۔

[23] کرشن چندر،جب کھیت جاگے، ایضاً، ص 30۔

[24] ای۔اے مینڈر،ہماری نفسیات، ایضاً، ص 31۔

[25] ایضاً، ص29۔

[26] ایضاً، ص57۔

[27] ایضاً، ص55۔